روزنامہ **الفضل** ربوہ

فون: ۴۴۹ — (ایڈیٹر) نسیم سیفی — رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۴/۳۹ | منگل ۱۲ جمادی الاول ۱۴۱۰ھ، ۱۲ فتح ۱۳۶۸ ہش، ۱۲ دسمبر ۱۹۸۹ء | نمبر ۲۸۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

درد کی لہریں

"یہ درد کی لہریں ہی تو ہیں جو دعا بن کر دل سے اُٹھتی ہیں اور فضلوں کی گھٹا بن کر ہم پر برستی ہیں۔ اِس لئے اَے احمدی! تُو اپنے درد کی لہروں کی حفاظت کر اور اس سے مایوس نہ ہو۔ ہاں ان درد کی لہروں کو دعاؤں کے بخارات میں تبدیل کرتا چلا جا"

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ
الفضل ۴، دسمبر ۱۹۸۹ء صـ۵)

اِرشاداتِ عالیہ سیّدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلۂ عالیہ احمدیہ

"اس وقت مخلوق پرستی کے شرک کی حقیقت تو کھل گئی ہے اور لوگ اس سے بیزاری ظاہر کر رہے ہیں اس لئے یورپ وغیرہ تمام بلاد میں عیسائی لوگ ہر روز اپنے مذہب سے متنفر ہو رہے ہیں۔ چنانچہ روزمرہ کے اخباروں رسالوں اور اشتہاروں سے جو یہاں پڑھے جاتے ہیں اس بات کی تصدیق ہوتی ہے۔

الغرض مخلوق پرستی کو اب کوئی نہیں مانتا۔ ہاں اسباب پرستی کا شرک اس قسم کا شرک ہے کہ اس کو بہت لوگ نہیں سمجھتے مثلاً کسان سمجھتا ہے کہ میں جب تک کھیتی نہ کروں گا اور وہ پھل نہ لاوے گی تب تک گزارہ نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح ہر ایک پیشہ والے کو اپنے پیشہ پر بھروسہ ہے اور انہوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ اگر ہم یہ نہ کریں تو پھر زندگی محال ہے اس کا نام اسباب پرستی ہے اور یہ اس لئے ہے کہ خدا تعالےٰ کی قدرتوں پر ایمان نہیں ہے۔ پیشہ وغیرہ تو درکنار پانی۔ ہوا۔ غذا وغیرہ جن اشیاء پر مدار زندگی ہے یہ بھی انسان کو فائدہ نہیں پہنچا سکتے جب تک خدا تعالےٰ کا اذن نہ ہو۔ اسی لئے جب انسان پانی پیئے تو اُسے خیال کرنا چاہیئے کہ اللہ نے پانی پیدا کیا ہے اور پانی نفع نہیں پہنچا سکتا جب تک خدا تعالےٰ کا ارادہ نہ ہو۔ خدا تعالےٰ کے ارادے سے پانی نفع دیتا ہے اور جب خدا تعالیٰ چاہتا ہے تو وہی پانی ضرر دیتا ہے۔"

(ملفوظات جلد پنجم صـ۳۱۵)

سب باتیں فضلِ الٰہی پر موقوف ہیں

ارشادات سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الاول) اللہ آپ سے راضی ہو

"توفیق بھی نعمت ہے جناب الٰہی سے۔ ہم نے دیکھا ہے بعض کو دین کا شوق نہیں اور اگر ہے تو ذہن اس قابل نہیں یا ذہن تو ہے مگر سامان نہیں۔ سامان تو ہے صحت نہیں۔ صحت تو ہے کوئی اور مشکل ہے۔ مثلاً دنیوی علائق کی وجہ سے فرصت نہیں۔ جو فرصت ہے تو پھر یہ دقت ہے کہ کتابیں سچّی نہیں ملیں۔ بعض کو توفیق ملتی ہے مگر ارادے میں ثبات نہیں۔ آج نماز کا شوق چرایا ہے۔ زندگی وقف کرنے پر تلے بیٹھے ہیں۔ مگر تھوڑے دن بعد کچھ بھی نہیں۔ حالانکہ قول بلا عمل کیا ہستی رکھتا ہے۔ غرض سب باتیں موقوف ہیں فضلِ الٰہی پر جو ربوبیت کی صفت سے فیض لینے پر حاصل ہوتی ہیں۔

مَیں تمہیں مختصر نصیحت کرتا ہوں۔ بعض لوگ ہیں جو نماز میں کسل کرتے ہیں اور کئی قسم کی ہے۔

۱۔ وقت پر نہیں پہنچتے۔
۲۔ جماعت کے ساتھ نہیں پڑھتے۔
۳۔ سنن اور واجب کا خیال نہیں کرتے۔

کان کھول کر سنو جو نماز کا مضیع (ضائع کرنے والا۔ ناقل) ہے اس کا کوئی کام دنیا میں ٹھیک نہیں"

(خطباتِ نور جلد دوم صـ۹۷ مـ۹۸)

> دِل میں یہی ہے ہر دَم تیرا صحیفہ چُوموں
> قرآں کے گرد گھُوموں کعبہ مرا یہی ہے

ضلع بہاولپور کے گرفتار شدگان

اخبار الفضل مورخہ ۲۷، نومبر ۸۹ء میں ضلع بہاولپور کے سات احمدیوں کی گرفتاری کے بارے میں خبر شائع ہوئی ہے۔ بعد کی اطلاع کے مطابق کُل نو افراد کیخلاف زیر دفعہ ۲۹۸ سی اور ۱۶۔ ایم پی او کے تحت ۲۴، نومبر ۸۹ء تھانہ لیاقت پور ضلع رحیم یار خان میں مقدمہ درج ہوا۔ جس میں سات کی بجائے آٹھ افراد گرفتار ہوئے۔ پہلی خبر میں بعض نام بھی غلط شائع ہوئے ہیں۔ درست نام درج ذیل ہیں۔

۱۔ مکرم میجر مبشر احمد ریٹائرڈ
۲۔ مکرم ڈاکٹر قاضی اظہر محمود صاحب
۳۔ مکرم ناصر احمد چیمہ صاحب
۴۔ مکرم علیم الدین صاحب طالب علم میڈیکل کالج بہاولپور
۵۔ مکرم عبدالرشید صاحب ولد عبدالوہاب صاحب طالب علم میڈیکل کالج بہاولپور
۶۔ مکرم سید مشہود احمد صاحب ولد میر مسعود احمد صاحب طالبعلم میڈیکل کالج بہاولپور
۷۔ مکرم عبدالمجیب صاحب ولد عبدالحمید صاحب۔
۸۔ مکرم عبدالرزاق صاحب ولد عبدالقادر صاحب۔

نویں ملزم مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب امیر ضلع بہاولپور تھے جن کی ضمانت ہائیکورٹ سے قبل از گرفتاری کروالی گئی۔ گرفتار شدہ افراد کی ضمانت مجسٹریٹ نے نامنظور کردی۔ بعدہٗ ایڈیشنل سیشن جج نے انہیں ۴، دسمبر ۸۹ء کو عبوری ضمانت پر رہا کرنے کا حکم دیا ہے۔ سب افراد اس وقت ضمانت پر رہا ہیں۔

(ناظر امور عامہ)

مذہب کی غرض دِلوں کو فتح کرنا ہوتا ہے اور یہ غرض تلوار سے حاصل نہیں ہوتی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر : آغا سیف اللہ ، پرنٹر : قاضی منیر احمد
مطبع : ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ ، مقامِ اشاعت : دارالنصر غربی ربوہ
قیمت : ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۲ ۔ فتح ۱۳۶۸ ہش ۱۲ ، دسمبر ۱۹۸۹ء

واقفین نَو کے پروگرام

نوجوان وقف کرے تو اسے سمجھایا جاتا ہے کہ اب تم نے یہ یہ بات کرنی ہے اور اس اس طرح فلاں کام میں مہارت پیدا کرنی ہے ۔ دوسروں کو اس کے متعلق کچھ کہنے کی بہت کم ضرورت ہوتی ہے ۔ اور دوسروں کا اس پر کنٹرول بھی کم ہی ہوتا ہے ۔ اس کے اصلاحی اور تربیتی پروگرام اس کو دے دئے جاتے ہیں ۔ اگر بچہ وقف کرے یا یوں کہیئے کہ بچہ کو وقف کیا جاتا ہے ۔ اور بچہ بھی نہ صرف پیدائش کے وقت بلکہ پیدائش سے بھی پہلے ۔ تو اس کا پروگرام اس کے والدین ہی کو دیا جاتا ہے ۔ پیدائش کے بعد چند سالوں تک تو بچے کو پتہ ہی نہیں چل سکے گا کہ وہ وقف ہے تو وقف کے کیا کیا لوازمات ہیں ۔ اور اسے اپنے آپ کو بہتر اور قابلِ قدر واقف زندگی بنانے کے لئے کیا کچھ کرنا چاہیئے ۔

اس بات کے پیش نظر حضور انور نے اپنے ایک حالیہ خطبہ میں والدین کی توجہ اس بات کی طرف مبذول کروائی ہے کہ بچہ کی ابتدا ہی سے نگرانی اس رنگ میں کریں اور اس کی تربیت ایسی نہج پر کریں کہ وہ ایک صحیح رنگ کے واقف زندگی میں ڈھل جائے ۔ جن فرائض کو اس نے سرانجام دینا ہے اس سے اس واقف نو کو آگاہ کیا جائے اور ان فرائض کی سرانجام دہی کیلئے اسے تیار کیا جائے ۔ اس پروگرام کی ایک اہم بات جس کی طرف حضور نے جماعت کی رہنمائی فرمائی ہے وہ ہے زبان کا سیکھنا اردو عربی اور ایک تیسری زبان ۔ اردو اور عربی سے پوری طرح واقفیت نہ ہو تو احمدیہ لٹریچر کا سمجھنا دشوار ہے ۔ اور یہ دونوں زبانیں آتی ہوں تو ایک تیسری زبان میں مہارت کی ضرورت ہے جس میں احمدیہ لٹریچر کا ترجمہ کرنا ہے ۔

نفسیات کے ماہر اب اس نتیجے پر پہنچے ہیں ۔ کہ بچپن میں ایک سے زیادہ زبانیں بچے کو نہائت آسانی کے ساتھ سکھائی جاسکتی ہیں اس لئے یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ایک سے زیادہ زبانوں کا سکھانا بچے پر بوجھ ڈالے گا ۔ حقیقت یہ ہے کہ بچہ زیادہ زبانیں آسانی سے سیکھ سکتا ہے ۔ البتہ جیسا کہ حضور انور نے فرمایا ہے کہ زبانوں کا تعین ہو جانا چاہیئے اور زبانیں سکھانے کا انتظام بھی ۔ یہ دونوں کام والدین جماعت کے مشورہ سے کر سکتے ہیں اور اس مشورہ کیلئے دفتر تحریک جدید کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت ہے ۔ خدا کرے کہ واقفین نو ضرورت کے مطابق پروگراموں پر عمل کر سکیں ، اور آئندہ بیس پچیس سال کی ضروریات کو پورا کر سکیں ۔ اَے خدا تُو ایسا ہی کر ۔

اس پر بھی تو سوچیں آپ
آج کا بچّہ کل کا باپ
اس کو خوش کردار بنائیں
ڈھل جائیں گے سارے پاپ

ابوالاقبال

○

اس ظلم و ستم کے دَور میں بھی تعمیر و ترقی جاری ہے
تخریب کی منفی طاقت پر یہ مثبت قوّت بھاری ہے

کیا دنیا والے روکیں گے اس قوم کو آگے بڑھنے سے
جس قوم میں دین کے جذبہ سے سرمستی ہے سرشاری ہے

محدود نہیں اِک دھرتی تک سرمایہ ہے سب دنیا کا
ہر چار طرف سب قوموں میں اس لہر سے اِک بیداری ہے

اب قادیاں ربوہ لندن سے آگے بھی مراکز ہیں اپنے
ہم دنیا پھر کر دیکھ آئے لگتا ہے کہ اپنی ساری ہے

جب اپنے دَور کا سُورج خود مشرق سے مغرب میں پہنچا
پو پھٹنے لگی ان اُفقوں سے انوار کی بارش جاری ہے

کیا دِل ہے میرے آقا کا ، کیا پیار ہے میرے مُرشد کا
مخلوق ، خدا کی ساری ہی اس بندۂ رَبّ کو پیاری ہے

جس خُلق و ذہانت کی اب تک کی قدر نہ اپنے بھائیوں نے
اُس خُلق و ذہانت کی راجہ اک دنیا اب اقراری ہے

راجہ نذیر احمد ظفر ۔ ربوہ

○

وقارِ عمل کی تحریک کے دو اہم فوائد

سیدنا حضرت فضل عمر فرماتے ہیں :۔

" اس تحریک سے دو ضروری فوائد حاصل ہوں گے ۔ ایک تو نکما پن دور ہوگا ۔ اور دوسرے غلامی کو قائم رکھنے والی روح کبھی پیدا نہ ہوگی ۔ یہ فیصلہ کر لینا چاہیئے کہ فلاں کام برا ہے اور فلاں اچھا ہے ۔ بُرا کام کوئی نہ کرے اور اچھا چھوٹے بڑے سب کریں ۔ " (مشعل راہ صہ ۱۴۷)

(مہتمم وقار عمل مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ی مسائل

حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو)

جھوٹ ـــ اور پھر جھوٹ

حقیقت یہ ہے کہ توحید کے بعد سب سے بڑی نیکی اور سب سے بڑا مشکل کام جو اس دنیا میں انسان کے سامنے پیش آتا ہے وہ سچائی ہی ہے۔ ہزاروں انسان ایسے دیکھے جاتے ہیں۔ جو رحم کرنے والے بھی ہوتے ہیں انصاف کرنے والے بھی ہوتے ہیں۔ لیکن جب انہیں گواہی دینی پڑے اور وہ یہ دیکھیں کہ اس کے نتیجے میں ان کی اپنی ذات کو یا ان کے کسی رشتہ دار اور دوست کو نقصان پہنچے گا تو وہ اس میں کچھ نہ کچھ ضرور تبدیلی کر دیں گے اور یہ مرض اس قدر پھیل گیا ہے۔ کہ ہمارے ملک میں لوگ بڑی دلیری کے ساتھ قسمیں کھا کھا کر جھوٹ بولتے ہیں۔ اور ساتھ ہی اس بات پر ناراض بھی ہوتے ہیں کہ ان کے جھوٹ کو سچ کیوں نہیں مانا جاتا۔ عدالتوں میں پہلے یہ رواج تھا کہ گواہ کے ہاتھ میں قرآن کریم دے کر اس سے قسم لیتے تھے اور اس کا مطلب یہ ہوتا تھا کہ قرآن کریم میں جو وعید نازل ہوئے انہیں مدنظر رکھتے ہوئے میں قسم کھاتا ہوں اور اگر میری قسم جھوٹی ہو تو مذکورہ وعید اور سزائیں مجھے ملیں۔ لیکن اُن گواہوں میں سے کئی ایسے ہوتے تھے جو قسم کھا کر بھی جھوٹ بولتے تھے۔ مرزا سلطان احمد صاحب (   ) جو ہمارے بڑے بھائی تھے اور ای۔اے۔سی تھے وہ اپنا تجربہ سنایا کرتے تھے کہ جتنے جوش سے کوئی شخص قرآن کریم ہاتھ میں لے کر میرے سامنے گواہی دیتا تھا۔ میرے تجربہ میں اُتنا ہی وہ جھوٹا ہوتا تھا۔ وہ ایک لطیفہ سنایا کرتے تھے کہ ایک شخص جو میرا اچھا واقف تھا۔ اس کا مقدمہ میرے سامنے پیش ہوا۔ وہ کہنے لگا مجھے کوئی اور تاریخ دی جائے۔ کیونکہ جو گواہ میں نے پیش کرنے تھے وہ فلاں فلاں وجہ سے حاضر نہیں ہو سکتے میں نے ہنس کر کہا میں تو تمہیں بڑا عقلمند اور ہوشیار آدمی سمجھا کرتا تھا۔ لیکن اب میری طبیعت پر یہ اثر ہوا ہے کہ تم بڑے بیوقوف ہو۔ وہ کہنے لگا۔ کیوں؟ میں نے کہا گواہوں کے لئے وقت اور جگہ کی کیا ضرورت ہے۔ اگر تمہارے پاس کچھ ہے تو روپیہ اٹھنی دے کر بعض آدمی گواہی کے لئے لے آؤ۔ چنانچہ وہ آدمی باہر چلا گیا اور عملی طور پر تھوڑی دیر کے بعد ہی کچھ گواہ لے آیا۔ گواہی لیتے وقت میں ہنستا بھی جاؤں اور ان سے مذاق بھی کرتا جاؤں وہ قرآن کریم سر پر رکھ کر اور قسمیں کھا کھا کر کہتے تھے۔ کہ واقعہ یوں ہوا ہے۔ حالانکہ تھوڑی دیر ہوئی میں نے خود مدعی کو اس غرض کے لئے باہر بھیجا تھا۔ کہ وہ کچھ دے دلا کر چند گواہ لے آئے۔ جب وہ گواہی دے چکے تو میں نے انہیں پکڑا اور ان سے کہا کہ تم بڑے کذاب ہو۔ تمہیں واقعہ کا کچھ بھی علم نہیں لیکن محض چند ٹکوں کی وجہ سے تم اتنا جھوٹ بول رہے ہو کہ قرآن کریم کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔ جس قوم کے افراد کی یہ حالت ہو اس کا یہ شور مچانا کہ ہم جیتتے کیوں نہیں۔ بالکل غلط بات ہے۔ دنیا میں وہی قومیں جیتا کرتی ہیں جن میں صداقت اور راست بازی ہو۔ میں عیسائی دنیا کو دیکھتا ہوں کہ انہوں نے مشق کے ساتھ اپنے اندر سچائی کی اتنی عادت پیدا کر لی ہے کہ جہاں حکومت کی خاطر وہ ہر قسم کا جھوٹ بول لیتے ہیں وہاں جب ذاتیات کا سوال آتا ہے تو وہ جھوٹ نہیں بولتے لوگ سمجھتے ہیں کہ یورپ اور امریکہ کی ترقی سائنس کی وجہ سے ہوئی ہے۔ حالانکہ ان کی ترقی نہ سائنس کی وجہ سے ہوئی ہے اور نہ گولہ بارود کی وجہ سے ہوئی ہے۔ بلکہ ان کی ترقی محض اخلاق کی وجہ سے ہوئی ہے۔ انگریزی عدالتوں میں چلے جاؤ اور وہاں ان کے واقعات دیکھو۔ جج پوچھتا ہے۔ تم نے یہ جرم کیا ہے؟ وہ کہتا ہے ہاں کیا ہے۔ پھر پوچھتا ہے۔ تم فلاں جگہ پر تھے؟ وہ کہتا ہے جی ہاں۔ تھا۔ ہماری عدالت میں چلے جاؤ چور کو پولیس والے عین سنیدھ کے اوپر سے پکڑ کر لاتے ہیں۔ اور جج پوچھتا ہے۔ تم وہاں تھے؟ تو وہ کہتا ہے۔ میں تو اس محلے میں تھا ہی نہیں وہ پوچھتا ہے تم کہاں تھے؟۔ وہ کہتا ہے میں تو فلاں شہر میں تھا۔ پھر وہ پوچھتا ہے۔ ارے پولیس نے تم کو وہاں سے نہیں پکڑا؟۔ وہ کہتا ہے جھوٹ ہے ان کو مجھ سے فلاں پرانی عداوت تھی اس وجہ سے یہ مجھے پکڑ کر لے آئے ہیں غرض شروع سے لے کر آخر تک جھوٹ ہی جھوٹ چلتا ہے۔ اور وہاں گو مجرم اپنے بچاؤ کی بھی کوشش کرتا ہے ٹرک (TRICK) بھی کرتا ہے لیکن غیر ضروری ٹرک نہیں کرتا اور یہاں غیر ضروری جھوٹ بولا جاتا ہے۔ مثلاً چوری کے ساتھ اس امر کا کوئی تعلق نہیں کہ اس نے اس وقت کالا کوٹ پہنا ہوا تھا یا لال لیکن اگر وہ کہیں گے کہ کالا کوٹ پہنا ہوا تھا یہ کہے گا نہیں، میں نے تو لال پہنا ہوا تھا۔ یا مثلاً وہ کہہ دیں گے کہ تمہارے ہاتھ میں چھڑی تھی اب اس کا چوری کے ساتھ کوئی تعلق نہیں لیکن یہ کہے گا نہیں۔ میرے ہاتھ میں چھڑی نہیں تھی۔ میرے ہاتھ میں قرآن تھا۔ غرض یہ غیر ضروری جھوٹ جس کا مقدمے کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا وہ بھی یہ بولتا ہے اور ہر بات میں ان کی تردید کرتا چلا جائے گا اور کہے گا یہ نہیں تھا وہ تھا لیکن یورپ میں چلے آؤ۔ ۱۰۰ میں سے ۹۹ باتیں ملزم مان لیتا ہے۔ کوئی ایک اپنی جان بچانے کے لئے ٹرک (TRICK) بھی کر جائے گا۔ لیکن باقی سب باتوں کے متعلق کہے گا یہ ٹھیک ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس کا کچھ نہ کچھ باعث آج کل کی اخلاقی حالت بھی ہے۔ جن لوگوں کے سامنے آج کل مقدمات پیش ہوتے ہیں وہ سچ کی قیمت نہیں سمجھتے وُہ خیال کرتے ہیں کہ اس نے جتنا سچ بولا ہے مجبوراً بولا ہے۔ ورنہ اور سچ ابھی اس کے پیچھے ہے۔ مثلاً ایک شخص نے دوسرے کو تھپڑ مار دیا۔ وہ کہتا ہے میں نے تھپڑ اس لئے مارا تھا کہ مجھے اشتعال آگیا تھا۔ لیکن بجائے اس کے کہ جج اس کی قدر کرے اور کہے اس نے سچ بولا ہے وہ کہتا ہے کہ اس نے ضرور ۵ تھپڑ مارے ہوں گے۔ صرف ایک تھپڑ کا اس نے اقرار کیا ہے۔

غرض جھوٹ دنیا میں اتنا سرائیت کر گیا ہے کہ کیا جج کیا وکیل اور کیا دوسرے لوگ یہ نہیں سمجھتے کہ کوئی شخص ۱۰۰ فی صدی بھی سچ بول سکتا ہے۔

قدرت ثانیہ کے مظہر اوّل کی سیرت کا ایک واقعہ

ہفت روزہ اقدام لاہور کی ۱۹ جون ۱۹۶۰ء کی اشاعت میں مولانا مولوی محمد اسماعیل صاحب غزنوی کی زندگی کے بعض واقعات و حالات کو بیان کرتے ہوئے جناب سلیم تابانی صاحب نے حضرت مولانا نورالدین صاحب (اللہ آپ سے راضی ہو) کے متعلق حسب ذیل سطور قلمبند کی ہیں۔ ہم ان کو افادۂ عام کے لئے درج ذیل کرتے ہیں۔

جناب سلیم تابانی صاحب لکھتے ہیں۔

"مولانا سید محمد اسمٰعیل صاحب غزنوی مشہور غزنویہ خاندان کے ممتاز فرد تھے ان کی ذات متعدد خوبیوں کا مجموعہ تھی۔۔۔۔۔۔۔۔ انہوں نے جید عالمِ دین اور بلند پایہ طبیب حکیم مولوی نورالدین صاحب کے زیر سایہ تربیت پائی اور علمِ دین حاصل کیا۔ مولانا اکثر اپنے ایام طفلی کے واقعات بیان کرتے ہوئے مولانا نورالدین صاحب کی اعلیٰ تربیت کا ذکر کیا کرتے تھے ایک دفعہ مولانا نے فرمایا تھا کہ ایک زمانے میں انگریزی لباس پہننے کا میرے دل میں شوق بے حد اٹھا۔ چنانچہ میں نے حکیم صاحب سے اپنے شوق کا اظہار کیا اور انگریزی لباس خریدنے پر اصرار کیا۔ ہر چند حکیم صاحب نہایت شفقت و محبت سے پس و پیش کئے بغیر میرا ہر شوق پورا کر دیا کرتے تھے لیکن میں نے دیکھا کہ میرے اس شوق کی تعمیل میں انہیں کچھ تامل ہے چنانچہ میں جب مزید مصر ہوا تو انہوں نے اپنے ملازم کو کچھ روپے دے کر میرے ساتھ بھیج دیا اور کہا کہ میاں صاحبزادے جو کچھ خریدنا چاہیں انہیں لے دو۔ میں نے بڑے ٹھاٹھ سے ایک ہیٹ ایک فل بوٹ اور ایک سوٹ کا کپڑا خرید کر سینے کے لئے دے دیا۔ کچھ دنوں کے بعد جب درزی کے ہاں سے مجھے سلا ہوا سوٹ ملا تو بڑے شوق کے ساتھ پہن کر میں حکیم صاحب کے پاس گیا حکیم صاحب اس وقت مطب میں بیٹھے ہوئے مریضوں کو دیکھ رہے تھے یہ ان کا روزانہ کا معمول تھا کہ صبح سات بجے سے ایک بجے تک مطب میں بیٹھ کر مریضوں کو دیکھا کرتے تھے۔ مجھے انہوں نے اپنے پاس بٹھا لیا اور جب کوئی نیا آدمی پاس آتا اور ان کے ساتھ مصافحہ کر کے بیٹھنے لگتا تو اس کا ہاتھ پکڑ کر میری طرف بڑھاتے اور فرماتے کہ بھئی ان سے ملو اور مصافحہ کرو۔ بالآخر مطب سے اٹھنے کا وقت ہو گیا اور گھر پہ جانے سے پہلے مجھے فرمانے لگے دیکھا! صاحبزادے تمہارے اس انگریزی لباس سے متاثر ہو کر کسی نے بھی تمہارے ساتھ نہ ملاقات کی اور نہ مصافحہ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یاد رکھو یہ لباس آدمی کی شخصیت پر کچھ اثر انداز نہیں ہوتا۔ وہ انسان کا اپنا ذاتی وقار اور محاسن ہی ہیں جن سے لوگ متاثر ہوتے ہیں ہم نہیں۔ سمجھے کہ اس لباس میں آخر تمہیں خوبیاں کیا نظر آئی ہیں۔ وہ تم نے قرآن کی آیت پڑھی ہے کہ ....

.... جس کا یہی مطلب ہے کہ جس طرح سوچے سمجھے بغیر بندر نقل اتارنے لگتے ہیں اسی طرح انسان بھی کرتا ہے تم نے اس لباس کے حسن و قبح پر غور کئے بغیر اسے پسند کر لیا ہے حالانکہ تمہیں نہیں معلوم کہ اس ملک میں تمہیں صرف یہ انگریزی ٹوپی صحیح کام دے سکتی ہے۔ اس لئے کہ یہاں گرمی زیادہ ہوتی ہے اور یہ گرمی سے بچاؤ کے لئے اچھی چیز ہے۔ یہ بوٹ انگریز تو اس لئے پہنتا ہے کہ اس ملک میں سردی بہت ہوتی ہے اور یہاں تو فائدے کے بجائے یہ نقصان دہ ثابت ہوگا۔ اس بوٹ میں پاؤں گلنے لگیں گے اور یہ تمہاری قمیض کا کالر اتنا سخت ہے کہ کسی بھی گرم ملک میں اس کا استعمال صحت کے لئے مفید نہیں۔ اس سے گردن پر پھنسیاں نکل آئیں گی اور خواہ مخواہ مرض میں مبتلا ہو جاؤ گے۔"

مولانا فرمایا کرتے تھے کہ حکیم صاحب کی اس نصیحت کے بعد آج تک میں نے وہ لباس استعمال کرنے کے مسئلہ پر غور تک نہیں کیا۔

اپنے ایام طفلی کا ایک اور واقعہ بڑی دلچسپی کے ساتھ سناتے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ بچپن میں ایک دفعہ میرے دماغ میں انگریزی پڑھنے کی ہوا سمائی میں نے مولانا نور الدین سے اپنی خواہش کا اظہار کیا اور کسی انگریزی مدرسے میں داخلہ لینے پر اصرار کرنے لگا۔ مولانا نے ہر چند مجھے سمجھایا کہ اپنی خاندانی روایات کے مطابق علوم عربیہ ہی مجھے حاصل کرنے چاہئیں لیکن اس بات پر بضد میں کہنے لگا کہ اس دور میں روزی کمانے کے لئے انگریزی زبان کا سیکھنا بھی تو ضروری ہے اس پر حکیم صاحب فرمانے لگے :-

میاں صاحبزادے تم عربی زبان ہی سیکھو۔ ہم دعا کریں گے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اسی زبان میں فکر معاش سے بے فکر کر دیں۔ چنانچہ اپنی بعد کی زندگی میں عربی پڑھنے کے فوائد سے مجھے آگہی ہوئی اور آج تک اسی زبان کی بدولت میں فکر معاش سے فارغ رہا ہوں۔"

(ہفت روزہ اقدام ۱۹ر جون ۱۹۶۱ء)

انفاق فی سبیل اللہ

عبدالمالک ۔ لاہور

آج سے پچیس سال قبل کی بات ہے کہ جب خاکسار لاہور کے محلہ مغل پورہ میں بغرض حصول ملازمت آیا جہاں میرے بڑے بھائی جان مکرم غلام نبی صاحب قمر رہائش رکھتے تھے۔ چونکہ ان کی رہائش بیت الذکر کے قریب ہی تھی اس لئے باقاعدہ نماز باجماعت کا موقعہ مل جاتا تھا۔ مکرم چوہدری غلام رسول صاحب اللہ تعالیٰ ان کو لمبی صحت والی فعال زندگی سے نوازے۔ وہاں کے صدر حلقہ تھے ایک روز نماز فجر کے بعد کتاب سے درس دینے کی بجائے انہوں نے زبانی درس دیا اور اس میں ایک نکتہ بیان کیا جس نے میری زندگی میں آج تک گہرا اثر کیا اور اس سے مجھے بہت فائدہ ہوا۔

انہوں نے مختصراً درس میں جو نکتہ بیان کیا وہ یہ تھا کہ دیکھو ہر روز دنیا میں کسی جگہ شادی ہوتی ہے یا پھر کسی کے ہاں لڑکے لڑکی کی پیدائش ہوتی ہے اور خوشی کی جاتی ہے اور اس خوشی کے طریق مختلف ممالک میں مختلف ہیں۔ مگر ایشیا کے ملک ہندوستان اور پاکستان میں ایک رواج ہے اور وہ یہ ہے کہ جب کسی کے ہاں شادی ہوتی ہے یا لڑکا ہوتا ہے تو اس کو کچھ رقم بطور نیوندرہ دی جاتی ہے۔ اور اس کی خوشی میں شامل ہونے کا طریق ہے اور جس کی خوشی پر جب جو بھی رقم دی جاتی ہے وہ شخص اس کو یاد رکھتا ہے بلکہ بعض تو اس کو کاپی وغیرہ پر نوٹ کر لیتے ہیں اور اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس کے ہاں کوئی خوشی کا ایسا موقعہ آئے تو اول تو بہت بڑھا کر اور اگر بڑھا نہ سکیں تو کم از کم اس قدر رقم واپس تو ضرور دی جاتی ہے جس قدر اس نے دی ہوئی ہے پس جب انسان انسان کا اس قدر حق ادا کرتا ہے اور احسان کا بدلہ احسان میں ادا کرتا ہے تو تم خدا تعالیٰ پر اس قدر تو یقین کر لو کہ جو رقم بھی تم اس کی راہ میں یا جو مالی قربانی بھی اس کی راہ میں کرو گے کم از کم اتنا تو ضرور واپس کر دے لیکن ایسا نہیں ہوتا وہ کہتا ہے کہ جو تم میری راہ میں خرچ کرو گے میں اس کو ستر گنا بلکہ اس سے بھی بڑھا کر دیتا ہوں پس اس پر کامل یقین رکھو اور پورا بھروسہ کرو۔ پھر وہ تم کو اپنے فضلوں سے نوازے گا اور حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا فارسی کا یہ شعر پڑھا کہ جس کسی نے بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنا مال خرچ کیا وہ مفلس نہیں رہا بلکہ اور الٰہی فضلوں کا وارث بنا۔

بات تو معمولی تھی اور درس بھی مختصر مگر اللہ تعالیٰ کا بے حد کرم و احسان ہے کہ اس نے آج تک مجھے اس پر عمل کرنے کی توفیق دی اور جو بھی مولا کریم نے دیا ہے وہ اس کی مہربانی اور فضل ہے اور یہ بھی حقیقت ہے جس کا مجھے ذاتی تجربہ ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ

جس کسی نے بھی اس کی راہ میں مال خرچ کیا خدا تعالیٰ اس کی کوئی حاجت اور ضرورت ایسی نہیں جو پوری نہ کرتا ہو بلکہ اس کو ہمیشہ بڑھا کر عطا فرماتا ہے اور کھلا میدان ہے جس کا دل چاہے یہ نسخہ آزما کر دیکھ لے اس کے ساتھ بھی مولا کریم یہی سلوک کرے گا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی راہ میں بے دریغ اموال خرچ کرنے کی توفیق دے اور پھر اس مالی قربانی کو قبول فرمائے

دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں (مینیجر)

چاند کا ماحول

انسان کا خیال تھا کہ چاند پر شہر آباد کرے۔ مگر اس کا یہ خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکنے کی متعدد وجوہات ہیں۔ صرف یہی وجہ نہیں کہ وہاں پر ہوا اور پانی نہیں ہے یا وہاں عمارتوں کا کھڑا کرنا مشکل ہے وہاں کا اصل مسئلہ ہے درجہ حرارت کا۔ زمین کے درجہ حرارت میں کمی وبیشی کا اتنا فرق نہیں ہوتا جتنا کہ چاند پر ہے۔ زمین پر اب تک جو سب سے کم درجہ حرارت جو انٹارکٹیکا میں ریکارڈ کیا گیا تھا۔ وہ تھا منفی ۱۲۶ درجے اور سب سے زیادہ درجہ حرارت لیبیا میں ریکارڈ کیا گیا تھا جو ۱۳۶ تھا۔

چاند کا جو رخ سورج کی طرف ہوتا ہے۔ وہاں کا درجہ حرارت ۲۶۰ تک پہنچ جاتا ہے۔ اتنی سخت گرمی کا ہم زمین پر تصور بھی نہیں کر سکتے اور چاند کا جو حصہ سورج سے چھپا ہوا ہوتا ہے وہاں اس قدر سردی ہوتی ہے کہ درجہ حرارت منفی ۲۸۰ تک گر جاتا ہے اور اتنی سردی دنیا کے کسی حصے میں نہیں ہوتی۔

ایک اور خطرہ سورج کی تابکار شعاعوں کا ہے کیونکہ چاند کے گرد زمین کی طرح کسی قسم کی گیسوں کا ہالہ نہیں ہوتا جو سورج کی تپش کو کم کر سکے۔ اور مضر شعاعوں کو روک سکے۔ اس لئے اگر وہاں شہر بسایا بھی جائے تو چاند کی سطح کے نیچے کہیں گہرائی میں بسانا پڑے گا۔ اور ایک اور اہم بات یہ ہے کہ لوگوں کو آپس میں بات کرنے کے لئے ٹیلیفون کا سہارا لینا پڑے گا۔ کیونکہ وہاں کی فضا میں ہوا نہیں ہوتی اور ہوا نہ ہو تو آواز کی لہریں سفر نہیں کر سکتیں۔

قرآن کریم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت رکھنا انسان کو صاحب کرامات بنا دیتا ہے۔

تمہیں خوشخبری ہو کہ قرب پانے کا میدان خالی ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آج سے تیس ۳۰ سال پہلے کا ایک مفید مضمون

سلطان محمود صاحب بی اے۔ بی ایڈ

بچوں کی عادات

بچوں میں چوری کی ابتداء

جھوٹ اور چوری کا آپس میں اتنا گہرا تعلق ہے کہ ان کو ایک دوسرے سے جدا کرنا ایک دشوار امر ہے۔ اس سے پہلے کہ ایک ننھے بچے کو چوری کا مطلب سمجھ میں آجائے وہ فطرتاً دوسروں کی چیزوں پر قبضہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور اپنے اس فعل کو حقیقی گناہ معصیت یا برائی تصور نہیں کرتا۔ نیز بچہ جب کوئی چیز جو اس کی ملکیت نہیں ہوتی گھر لے آتا ہے۔ تو جس انداز سے والدین بچے کی اس حرکت پر اعتراض کرتے ہیں۔ اس سے بچہ اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے باآسانی جھوٹ بولنے پر مائل ہو جاتا ہے اور اس طرح جھوٹ اور تصنع میں اسے جس قدر کامیابی حاصل ہو جاتی ہے اسی قدر اس کے لئے جھوٹ بولنا اور چوری کرنا آسان ہوتے جاتے ہیں۔

اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ والدین کی وہی عام کمزوریاں جو بچوں کو جھوٹ بولنے کا عادی بنانے میں ممد و معاون ہوتی ہیں۔ ان کو چور بنانے میں بھی کچھ کم مؤثر ثابت نہیں ہوتیں اور اس طرح بچے کی وہ سفلی فطرت جو اسے دوسروں کی چیزوں پر قبضہ کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔ بہت جلد بیدار ہو جاتی ہے۔ اور بچوں کی صحیح تربیت سے والدین کی بے خبری اور لاعلمی بچوں میں قابل افسوس و ندامت عادات کی طرح ڈال دیتی ہے۔ جس کے ناخوشگوار نتائج والدین کے لئے سوہان روح ثابت ہوتے ہیں۔

چوری سے بچنے کیلئے بچے کی تربیت

اگر شروع ہی سے بچے کی تربیت اس انداز سے کی جائے کہ جب وہ چیزوں تک پہنچنے اور ان کو پکڑنے کے قابل ہو جائے تو اسے ان چیزوں کو جو اس کی اپنی نہیں ہیں ہاتھ نہ لگانے دیا جائے۔ اس تھوڑی سی ابتدائی کوشش سے بچہ باآسانی سمجھ جائے گا کہ اسے کن چیزوں کو پکڑنا چاہیئے اور کن چیزوں کو ہرگز نہیں چھونا چاہیئے۔

بعض والدین بچوں کو یہ سکھلانے کے شوق میں کہ دوسروں کی اشیاء اور حقوق کا احترام کرنا چاہیئے اور بچے کو خطرات سے بچانے کے وہم مفروضہ میں ممنوعہ اشیاء کو بچے کے ہاتھ سے یکایک چھین لیتے ہیں۔ والدین کی یہ حرکت تمام قسم کی مشکلات کی ابتداء ہوتی ہے۔ کیونکہ بچہ ہر چیز کو جو اس کے ہاتھ آجائے اپنی ملکیت سمجھتا ہے اور وہ ایسی ہر چیز کو اپنے قبضہ میں رکھنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتا ہے۔ بعض موقعہ پر جب اس سے ایسی کوئی چیز چھینی جائے تو وہ غضبناک ہو جاتا ہے ان مشکلات سے بچنے کے لئے مندرجہ ذیل امور پر والدین کو سنجیدگی کے ساتھ توجہ دینی چاہیئے۔

(۱) بچے کے دل میں اس خیال کی بختہ بنیاد قائم کریں کہ دوسروں کی اشیاء کا احترام کرنا نہایت ضروری ہے

(۲) دوسروں کی چیز کو چھیننا یا چرانا بہت بری حرکت ہے۔ ان مقاصد میں کامیاب ہونے کے لئے والدین میں ضبط نفس کا مادہ بدرجہ اولیٰ ہونا اشد ضروری ہے۔

فرض کیجئے کہ ایک دو سال کے بچے نے درزی کی قینچی پکڑ لی ہے اب یہ قینچی بچے کے زاویہ نگاہ سے اس کی اپنی ملکیت ہے۔ جیسے وہ واپس کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہو رہا۔ آپ فوراً اس کے ہاتھ سے قینچی چھین لیتے ہیں۔ بچہ اپنی مفروضہ ملکیت کو اپنے قبضہ میں رکھنے کی سرتوڑ کوشش کرتا ہے لیکن چونکہ آپ زیادہ طاقتور ہیں۔ اس لئے وہ ہار جاتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ آپ نے اس کی چیز کو اپنے قبضہ میں کر لیا ہے۔ اور اسے یہ گمان ہو جاتا ہے کہ آپ نے اس کی مقبوضہ چیز چھین کر اس کے ساتھ زیادتی کی ہے۔ اب نتیجہ یہ ہو گا کہ جب وہ دوبارہ اس قینچی کو دیکھ پائے گا اور اگر آپ اس وقت موجود نہیں تو وہ اسے فوراً اٹھا لے گا اور جب وہ آپ کو آتا دیکھے گا تو وہ قینچی لے کر بھاگ جانے کی کوشش کرے گا۔ یہ چوری اور سینہ زوری کی عادت کا آغاز ہے اس قسم کے حالات میں بچے میں خطرات کا مقابلہ کرنے کی جرأت بھی خود بخود پیدا ہو جاتی ہے۔ یعنی ہو سکتا ہے کہ وہ آپ کو آتا دیکھ کر قینچی کو چھپانے کے لئے اس پر گر پڑے اور اس صورت میں قینچی کے چبھ جانے کا بھی اندیشہ ہوتا ہے ہو سکتا ہے کہ جس چیز پر بچے نے قبضہ کیا ہو وہ کوئی نوکدار چیز ہے تو اس صورت میں جب کوئی شخص اس سے وہ چیز چھیننا چاہے گا جسے بچہ اپنی ملکیت تصور کرتا ہے تو ہو سکتا ہے کہ وہ اسے جھٹ اپنے منہ میں ڈال لے یا اُسے نگل ہی جائے تا وہ اس شے سے محروم نہ رہے۔ ایسی تمام صورتوں اور حالتوں میں والدین کے لئے قرین مصلحت یہی ہے کہ وہ بچے کی ملکیت کا احترام کریں کیونکہ جو کچھ بچے کے پاس ہے وہ اس کی ملکیت ہی تو ہے مناسب یہی ہے کہ اس چیز کے بدلے اسے کوئی اور چیز پیش کر دیں۔ اور جب بچہ پہلی چیز چھوڑ دے تو اس کی حوصلہ افزائی کریں جس سے بچے کو محسوس ہو کہ واقعی اس نے ایک ایسا اچھا کام کیا ہے جو قابلِ تعریف ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ بچہ اس بات پر سنجیدگی سے غور کرنے پر مجبور ہو جائے گا کہ اس کے فعل کی نوعیت کیا تھی جس کی بناء پر اس نے اپنے والدین کی خوشنودی حاصل کی ہے؟

والدین کے فرائض

اگر ہم اس قسم کی حکمت عملی اور ہوشیاری سے کام لیں گے تو بچے کو ہر قسم کی وہ چیز جس پر اس نے ناجائز قبضہ کر لیا ہو واپس کرنے پر آمادہ کر سکتے ہیں۔ اس طرح ایک ایسا منصوبہ مرتب کیا جا سکتا ہے جس میں بچے کو اس کے جائز حقوق دلانے کی ضمانت ہو۔ ایسے حالات میں بچے کے دل میں از خود تعاون کا جذبہ اجاگر ہو جائے گا لیکن مشاہدہ ظاہر کرتا ہے کہ ہم بچوں کے سفلی خصائل سے بے نیاز ہو کر لاپرواہی برتتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہم ذرا سیانے بچوں کی ملکیت کا بھی مناسب احترام نہیں کرتے اور ان کی مقبوضہ اشیاء کو اپنی ذاتی ملکیت سمجھتے ہیں نیز ہم بچے اور اس کی چیزوں کے ساتھ ایسا سلوک کرتے ہیں گویا وہ دونوں ہی ہماری جائداد ہیں۔ ہمارے اس رویے سے نہ صرف بچے کے جذبات ہی مجروح ہوتے ہیں بلکہ بچے کی شخصیت کو بھی ٹھیس لگتی ہے اس کے برعکس اگر بچہ ہمارے طریق عمل کی پیروی کرتا ہوا ہماری چیزوں پر قبضہ کر لے تو ہم ناراض ہو جاتے ہیں اور بعض اوقات اس جرم کی پاداش میں ہم اسے سزا بھی دیتے ہیں۔ ایسی مثالوں میں ہماری انسانی کمزوری اس قدر بے ڈھنگا پن اختیار کر لیتی ہے کہ بمشکل اس حقیقت سے واقف ہوتے ہیں کہ ہم بچے پر زیادتی کر رہے ہیں۔ ہماری بدسلوکی بچے کے لئے باعث آزار ہو جاتی ہے۔

ایک حقیقی واقعہ

ایک دن جب میں اپنے کمرے میں بیٹھا ایک کرسی مرمت کر رہا تھا تو میرا ایک بچہ جس کی عمر اس وقت پانچ سال تھی۔ ادھر آنکلا۔ میرے ہاتھ میں ہتھوڑی دیکھ کر بولا۔ ابا جان " آپ میری ہتھوڑی استعمال کر رہے ہیں" "میری" کا لفظ سن کر میں حیران رہ گیا۔ مجھے مرمت تو بھول گئی اور مجھے سخت ندامت محسوس ہوئی کہ میں نے بچے کی اجازت کے بغیر ہتھوڑی کا استعمال کیا ہے کیونکہ میں نے چند روز پہلے اس کی ایک درخواست کو رد کر دیا تھا جس میں اس نے میرے قلم کو استعمال کرنے کی اجازت طلب کی تھی۔ میری پشیمانی

باقی صـ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ کا خط ملا

• مکرم شیخ مبارک احمد صاحب مربی انچارج امریکہ تحریر فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے خاص فضل اور احسان سے آپ کو اعلیٰ انداز میں ایڈیٹ کی توفیق مل رہی ہے۔ بے حد خوشی ہے۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ اور خدا تعالیٰ کے حضور آپ کی سعی مشکور ہو۔ اگر مناسب سمجھیں تو مندرجہ ذیل سطور شائع کر کے ممنون فرماویں۔

مزید گذارش ہے کہ خاکسار کے عزیز بھائی مکرم شیخ نذیر احمد صاحب شفیع کی گذشتہ دنوں وفات ہو گئی۔ ان کے ذکر خیر میں میرے عزیز بھائی شیخ نور احمد صاحب منیر فاضل نے جو مضمون لکھا اور الفضل کے ایشو ۱۹ جولائی ۱۹۸۹ء میں شائع ہوا ہے۔ (اس تاریخ کے پرچہ کے صفحہ چھ پر مکرم شیخ نذیر احمد صاحب شفیع کے عنوان کے تحت) اس میں دو باتیں درست طور پر نہیں لکھی گئیں۔ برادرم عزیز شیخ منیر احمد صاحب کو سہو ہو گیا ہے اوّل برادرم شیخ نذیر احمد صاحب شفیع کی پیدائش شجاع آباد میں نہیں ہوئی بلکہ ۱۹۱۳ء میں ملتان شہر میں ہوئی۔ بوہڑ دروازہ کے محلہ میں ان دنوں ہمارے والد بزرگوار کا قیام تھا۔ خاکسار کی پیدائش شجاع آباد میں ہوئی۔ میرے والد بزرگوار شیخ محمد دین صاحب (اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو) نے ۱۹۰۵ء میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی بیعت کی۔ جو اس زمانہ کے اخبار البدر میں بھی چھپی۔ برادرم شیخ نور احمد صاحب منیر نے بیعت کا سال ۱۹۰۷ء لکھا ہے یہ درست نہیں۔ میرے والد بزرگوار نے قیام شجاع آباد میں مکرم منشی سربلند خانصاحب جو ان دنوں شجاع آباد میں تھے اور اس طرح ایک اور بزرگ جو غالباً ضلع گورداسپور کے رہنے والے تھے اور پٹواری تھے ان دونوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا تھا۔ ان بزرگوں کے پاس قادیان سے اخبار البدر اور الحکم آتا تھا۔ ان کی مجلس اور نیک صحبت اور دونوں مذکورہ اخبارات میں حضرت بانی سلسلہ کے متعلق جو نشانات شائع ہوئے ان کے پورے ہونے کی خبروں سے متاثر ہو کر ۱۹۰۵ء میں بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہونے کا شرف حاصل کیا۔ میرے والد بزرگوار اپنی ساری برادری میں، جو ضلع ملتان۔ ضلع ساہیوال اور ضلع فیصل آباد کے مختلف شہروں میں آباد ہے اکیلے اور سب سے پہلے احمدی ہوئے۔ یہ سارا واقعہ ۱۹۰۵ء کا ہے۔ ساری برادری کا رویہ اگرچہ شرافت کا رہا۔

برادرم شیخ نذیر احمد صاحب شفیع کے سلسلہ میں کچھ خاکسار بھی عرض کرتا ہے۔ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی ملازمت سے فراغت کے بعد ایسٹ افریقہ چلے گئے۔ اوّلاً نیروبی میں ملازمت ملی۔

پھر موروگورو (تنزانیہ) ٹانگانیکا کاٹن کمپنی میں ان کو ملازمت ملی۔ جہاں واپس پاکستان آنے تک ملازمت کی۔ بے حد دیانت سے کام کیا متعدد مرتبہ ایشین تاجر آبادی کئی قسم کی لالچ دے کر فائدہ حاصل کرنا چاہتے تھے مگر بڑی مضبوطی سے میرا عزیز بھائی دیانت داری سے اپنے فرائض انجام دیتا رہا۔ آخر وقت تک اس اصول پر کاربند رہا۔

ٹانگانیکا براستہ موروگورو بذریعہ ٹرین یا کار یا بس آنے والے مختلف علاقوں کے احمدی اور غیر از جماعت احباب گزرتے تو ریسٹورنٹ یا ہوٹلوں کے نہ ہونے کے باعث انہیں اطلاع کرتے کہ فلاں دن فلاں وقت گذر رہے ہیں آپ ان کے لئے کھانا تیار کرتے اور انہیں اڈہ پر جا کر پیش کرتے یا گھر میں بلا کر مہمانوں کی بلا امتیاز مذہب لگاتار سالہا سال تواضع کرتے رہنا دستور رہا۔ بے حد پیار اور لگاؤ کا اظہار مہمانوں سے کرتے۔

اپنے قیام موروگورو میں میرے بھائی نے اور ان کے اہل نے بہت نیک اثر چھوڑا۔ گذشتہ دنوں جب ہمارے محبوب امام ایدہ اللہ نے تنزانیہ کا دورہ کیا اور موروگورو بھی تشریف لے گئے تو مختلف احباب غیر از جماعت اور خواتین سے ان نیک اثرات کا ذکر سن کر محظوظ ہوئے ایک عورت جو اب وہاں پارلیمنٹ کی ممبر ہے اس نے حضور سے ذکر کیا کہ شفیع صاحب کی بیگم نے اسے قرآن مجید پڑھایا تھا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے واپس آکر کئی دفعہ اس کا ذکر فرمایا۔ خدمت دین اور خدمت خلق کا جذبہ میرے بھائی نے اپنے بچوں میں بھی بہت اچھے انداز سے پیدا کیا۔ اور ہمیشہ تلقین کرتے رہے کہ میرے خادم دین بھائیوں اور واقف زندگی عزیزوں کا خاص احترام کرو اور ان سے خاص تعلق خدمت رکھو۔ اللہ تعالیٰ جزاء خیر دے۔ ان کے سب بچے ان کی نصیحت پر خوب عمل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی برکتوں سے نوازے۔ خدمت سلسلہ میں بہت بڑی مالی امداد میرے بھائی کے بچوں نے (اب جبکہ عرصہ دراز وہاں سے آئے ان کو ہو گیا ہے) نہ صرف مرکزی تحریکات میں بلکہ تنزانیہ کی بعض خصوصی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے دل کھول کر دی ہے۔

ماڈل ٹاؤن میں میرے بھائی کی رہائش تھی۔ جنازہ اور تدفین میں ساری مارکیٹ اور متعلقہ علاقوں کے احباب شامل ہوئے اور بڑے خلوص سے غیر از جماعت بھی کثرت سے ان کی شرافت، نیکی کے باعث تعزیت کرنے آتے رہے۔ میرے بھائی کے اللہ تعالیٰ درجات بلند کرے اور جملہ پس ماندگان کا حامی و ناصر ہو۔

مکرم پروفیسر ڈاکٹر ناصر احمد صاحب پروازی لکھتے ہیں:۔

الفضل میں عزیزہ نوشی سلمہا (نوشابہ عزیز صاحبہ) کا مضمون لکنت کے بارہ میں چھپا ہے بہت مفید مضمون ہے اس سلسلہ میں ایک نہایت ضروری بات عرض کرنا چاہتا ہوں جو مجھے اس دور کے بہت بڑے نفسیات دان حضرت قاضی محمد اسلم صاحب نے بتائی تھی۔ حضرت قاضی صاحب سے میرا رشتہ افسری اور ماتحتی کا تھا مگر کبھی یہ احساس نہیں ہوا کہ حضرت قاضی صاحب افسر ہیں یا عمر میں اور مرتبے میں بڑے ہیں۔ اپنے سے چھوٹوں کے ساتھ برابری کی سطح پر گفتگو فرماتے تھے اور نہایت محبت کا سلوک فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔

میرا چھوٹا بیٹا عزیزی طاہر احمد سلمہ جو اس وقت ایم اے اکنامکس کا طالب علم ہے میرے ساتھ حضرت قاضی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت وہ دو یا تین سال کا ہوگا۔ بات کرتے ہوئے ذرا سا ہکلایا تو حضرت قاضی صاحب نے مجھے فرمایا "بچہ کھبو تو نہیں" یعنی دائیں ہاتھ کی بجائے بائیں ہاتھ سے تو نہیں کھیلتا۔ میں نے کہا جی کھبو ہی ہے! فرمایا اسے بائیں ہاتھ سے کھانے کھیلنے یا کوئی بھی کام کرنے سے ہرگز نہ روکیں ورنہ اس کی زبان میں لکنت پیدا ہو جائے گی۔ لکنت کے نوّے فیصد کیس کھبو ہوتے ہیں ماں باپ اپنے معاشرہ اور دین کے تقاضوں کے مطابق انہیں ہر کام دائیں ہاتھ سے کرنے کا مشورہ دیتے ہیں اور اکثر اوقات سختی بھی کرتے ہیں اس سے بچہ کی زبان میں لکنت پیدا ہو جاتی ہے۔ چنانچہ ہم نے عزیزی طاہر سلمہ کو بائیں ہاتھ سے کھانے اور کھیلنے کی کھلی چھٹی دے دی۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اس کی زبان میں لکنت نہیں پیدا ہوئی۔

بزرگوارم پروفیسر ڈاکٹر سید سلطان محمود شاہد صاحب نے اپنے کسی بچے کے بارہ میں تشویش کا اظہار کیا کہ اس کی زبان میں لکنت پیدا ہو رہی ہے! میں نے فوراً پوچھا کہیں وہ بچہ "کھبو" تو نہیں؟ فرمایا "ہے" میں نے حضرت قاضی صاحب والا نسخہ دہرا دیا۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے ان کا بچہ بھی لکنت سے محفوظ رہا؛

عزیزی نوشی سلمہا کے مضمون سے یہ تحریک ہوئی کہ یہ آزمودہ نسخہ قارئین الفضل تک پہنچا دوں تاکہ ہمارے بہت سے بچے جو ہماری بے احتیاطی کی وجہ سے اس نفسیاتی مرض کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اس مرض سے محفوظ رہ جائیں۔

• مکرم نعیم احمد صاحب صدیق سٹوڈنٹ ایم ایس سی فزکس لکھتے ہیں۔

آپ یقین کریں یا نہ کریں لیکن ہمارے ملک میں جی ہاں یقیناً ہمارے ملک میں ایک ہفتہ ایسا بھی آیا ہے کہ پاکستان ریلوے نے ہفتہ اوقات منانے کا فیصلہ کیا ہے۔ آج صبح ایک کام کے سلسلہ میں لاہور جانے کا اتفاق ہوا۔ علی الصبح سرگودھا ایکسپریس وقت سے قبل یعنی BEFORE TIME اسٹیشن پر موجود تھی۔ اس بات نے تو اتنا متاثر نہ کیا کہ ایسا اکثر مرتبہ ہوا ہے۔ مگر حیران کن بات یہ رہی کہ لاہور پہنچنے تک ہر اسٹیشن پر ٹرین BEFORE TIME رہی اور لاہور بھی وقت سے ایک منٹ قبل پہنچ چکی تھی۔ یہ معمہ اس وقت حل ہوا جب میں دفتر میں بیٹھا یہ خبر پڑھ رہا تھا کہ آج سے پاکستان ریلوے ہفتہ ٹائم ٹیبل منا رہی ہے یعنی بر وقت ٹرین روانہ ہو اور بر وقت مقررہ جگہ پہنچ جائے یہ بات اس لحاظ سے بہت خوش آئند ہے کہ ہمیں وقت کی قیمت کا احساس ہوا گو صرف ایک ہفتہ کے لئے ہی۔ ایک ترقی پذیر ملک کے لئے یہ قدم قابل تحسین ہے کہ ہفتہ اوقات منایا جا رہا ہے اور اس پر صد فی صد عمل درآمد بھی ہو رہا ہے۔ اب تو ہم کسی کے سامنے یہ کہتے ہوئے بھی شرمائیں گے کہ دیکھیں جی ہمارے ملک میں گاڑیاں ہی لیٹ ہوتی ہیں، ہم نے ترقی کیا کرنی ہے۔ یقیناً ہم ترقی کر سکتے ہیں بلکہ ترقی کی طرف ہمارا پہلا قدم پابندی وقت ہے گو صرف ایک ہفتہ کے لئے کاش یہ ہفتہ ہر سال منعقد ہو اور پھر یہ ہفتہ ایک ماہ پر محیط ہو جائے اور پھر پھیلتا ہوا پورے سال پر محیط ہو جائے اور پھر ہمارے اس کہنے سے مراد کہ ۱۱ بجے کی ٹرین سے مراد ۱۱ بجے کی ٹرین ہی ہو جائے اگلے دن کی بارہ بجے کی گاڑی نہ بن جائے۔ آپ نے یہ بھی سن رکھا ہوگا کہ فلاں ہفتہ خوش اخلاقی فلاں بنک میں یا ڈاک خانے میں منایا گیا یا ٹریفک پولیس نے منایا اور پھر اس ہفتے کا اثر یہ ہوا کہ ان ایام

باقی صفحہ ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

ضروری نوٹ :-

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر مع ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں

سیکرٹری
مجلس کارپرداز
ربوہ

مسل نمبر ۲۷۲۱۳ EMAH W/O ALI RASLI پیشہ خانہ داری عمر ۵۶ سال بیعت ستمبر ۱۹۸۴ء ساکن انڈونیشیا۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۹/۹/۸۸ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے (۱) مکان برقبہ ۹۸ مربع میٹر مالیتی -/3.500.000 روپے (۲) طلائی زیورات 50 گرام مالیتی -/1.000.000 روپے (۳) حق مہر -/200.000 روپے۔ میزان -/4.700.000۔ اس وقت مجھے مبلغ -/30.000 روپے ماہوار بصورت تحائف مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ EMAH W/O ALI RASLI INDONESIA گواہ شد نمبر ۱ ABIDIN مسل نمبر ۲۷۱۹۸ گواہ شد نمبر ۲۔ ابراہیم ولد محمد حنیف انڈونیشیا۔

مسل نمبر ۲۷۲۱۴ ـ میں محمد داؤد ولد MR. DAENG PATANRA عمر ۔۔۔ سال بیعت ۱۲/۸۰ ساکن انڈونیشیا۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۳/۵/۸۸ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے - A LAND 0,5 HA IN LAMPUNG VALUING 500.000/Rs اس وقت مجھے مبلغ -/57.000 روپے ماہوار مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ محمد داؤد ولد MR. DAENG PATANRA INDONESIA گواہ شد نمبر ۱ R. A RIZA ADISUDARMA S/O R. A. ADISUDURM INDONESIA گواہ شد نمبر ۲۔ INDI ABRAHIM BIN HAETAMI INDONESIA.

مسل نمبر ۲۷۲۱۵ HAYATI زوجہ OTTO سلیمان صاحب پیشہ خانہ داری عمر ۵۲ سال بیعت ۱۹۶۱ ساکن انڈونیشیا بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۸/۱۲/۸۷ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) ۱/۸ حصہ مکان برقبہ 400 مربع میٹر مالیتی -/1.250.000 روپے (۲) ۱/۸ حصہ مکان برقبہ 600 مربع میٹر مالیتی -/500.000 روپے۔ (۳) ۱/۸ حصہ مکان برقبہ 1500 مربع میٹر مالیتی -/250.000 روپے (۴) حق مہر -/75.000 روپے میزان -/2.075.000 روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/۱۵۰۰۰ روپے ماہوار مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ MRS. HAYATI زوجہ OTTO سلیمان۔ گواہ شد نمبر ۱۔ عبد المطلب بن محمد UJANG انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر ۲۔ DADUN SUHERMAN BIN DJAYA

مسل نمبر ۲۷۲۱۶ :۔ میں فہیم احمد DIEFFENTHALER S/O MR. DIEFFENTHALER پیشہ ملازمت عمر ۳۳ سال بیعت ۱۹۸۶ء ساکن PERENSTR AAT THE HAGUE 66 ہالینڈ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۳/۲/۸۷ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ فی الحال کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ FL 2000 ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ فہیم احمد DIEFFENTHALER ہالینڈ۔ گواہ شد نمبر ۱۔ عبد الحق محمود ولد محمود ہالینڈ۔ گواہ شد نمبر ۲۔ خالد مشتاق احمد ولد شیخ عبد الکریم صاحب ہالینڈ۔

مسل نمبر ۲۷۲۱۷۔ MAMAD ESSEN ولد حسن خان سکندر پیشہ مربی عمر ۲۱ بیعت ۱۹۸۲ء ساکن زائرے بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱-۱۱-۸۸ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ فی الحال کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ Z 18200 ماہوار بصورت الاؤنس مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد MAMAD ESSEN SECUNDAR زائرے گواہ شد نمبر ۱۔ ظفر احمد مبشر زائرے گواہ شد نمبر ۲۔ ISSA-TSHIMANGA زائرے۔ INDONESIA.

اخبار احمدیہ

درخواست دعا

• مکرمہ محمودہ ناصر صاحبہ اہلیہ مکرم نصر اللہ ناصر صاحب مربی سلسلہ کے والد محترم چوہدری عبد العزیز کھوکھر صاحب بعارضہ قلب بیمار ہیں۔ اور سانس کی شدید تکلیف ہے۔ فضل عمر ہسپتال میں داخل ہیں۔

• مکرم چوہدری محمد اشرف صاحب (ربوہ) کے بیٹے عزیزم کامران اشرف کا الیکٹریکل انجینئرنگ کا فائنل ایئر کا امتحان مورخہ ۴ جنوری کو ہو رہا ہے اور دوسرے بیٹے عزیزم عمران اشرف آرمی میڈیکل کالج راولپنڈی میں ڈینٹل ایئر کے طالب علم ہیں۔

• مکرم ملک جاوید احمد صاحب گلشن اقبال کراچی کی والدہ محترمہ کمر درد اور پسلیوں میں درد کی وجہ سے علیل ہیں۔

• مکرم مقصود احمد صاحب (سکرنڈ) کی ننھی بچی امتہ الحفیظ عرصہ سے بیمار ہے۔ نیز انہیں خود بھی بہت سے عوارض لاحق ہیں اور کئی پریشانیاں بھی ہیں۔

• مکرم عبد الکریم قدسی صاحب (شاہدرہ) کے والد مکرم میاں اللہ دتہ صاحب کرتو ضلع شیخوپورہ میں بیمار ہیں۔

• مکرم رانا قاسم محمود صاحب کارکن جدید پریس کے نانا جان بیمار ہیں۔

• محترمہ محمودہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر رحمت اللہ صاحب آف قلعہ کالروالا ضلع سیالکوٹ ایک عرصہ سے بعارضہ بلڈ پریشر بیمار ہیں۔ اور اب تو بخار بھی آرہا ہے۔

• مکرم انوار احمد صاحب انوار مربی سلسلہ کے والد چوہدری محمد طفیل صاحب چک ۱۲۸/9-L ساہیوال ان دنوں درد کی وجہ سے بیمار ہیں اور ساہیوال ہسپتال میں داخل ہیں۔

احباب ان سب کیلئے دعا کریں۔

ضروری اعلان

"بچیوں کے وقف کے بارہ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اصولی ہدایت کے مطابق صرف ان بچیوں کو وقفِ نَو کی تحریک میں شامل کیا جائے جن کو قبل از پیدائش والدین نے وقف کے لئے پیش کر دیا ہو۔"

(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صفِ دوم معلمین کی انیسویں (۱۹) کلاس

حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) نور اللہ مرقدہ کی ہدایات فرمودہ ۲ جنوری ۱۹۷۶ء کی تعمیل میں حسبِ سابق دفتر وقف جدید ۱۵ جنوری ۱۹۹۰ء سے سہ ماہی تربیتی کلاس کا اہتمام کر رہا ہے۔ یہ کلاس اللہ نے چاہا تو تین ماہ جاری رہے گی۔

اس تحریک کی اوّلین مخاطب ایسی جماعتیں ہیں۔ جو تربیت کی زیادہ محتاج ہیں۔ وہ اپنے ایک ایک دو دو نمائندے ضرور اس کلاس کیلئے بھجوائیں۔ عمر اور تعلیم کا کوئی خاص معیار نہیں۔ البتہ صحت اچھی ہو۔ ناظرہ قرآن مجید اور اردو لکھنا پڑھنا اچھی طرح آتا ہو۔ اور تعلیم و تربیت کا خاص شوق اور جذبہ ہو۔

کلاس میں شامل ہونے والے طلباء کی درخواستیں ۳۰ دسمبر ۸۹ء تک مع کوائف نام مع ولدیت تاریخ بیعت۔ عمر۔ تعلیم دفتر وقف جدید میں پہنچ جانی ضروری ہیں۔ دوران تعلیم قیام و طعام کا انتظام مرکز کریگا بستر اور قرآن مجید و ضروری کتب اور لکھنے پڑھنے کا سامان اپنے ہمراہ لیتے آئیں۔ درخواستیں مقامی پریذیڈنٹ صاحب کی تصدیق کے ساتھ آنی چاہئیں۔

ناظم وقفِ جدید ربوہ

بقیہ:- بچوں کی عادت

اور حیرانی سے متاثر ہو کر بچے نے بڑی فراخ دلی سے اور دلی جذبے سے کہا۔ "آپ کو میری ہتھوڑی استعمال کرنے کی اجازت ہے" میں نے بڑی عاجزی کے ساتھ اس ننھے مالک کے روبرو اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور خلوص دل سے اس کی فیاضانہ اجازت کا شکریہ ادا کیا جو اس نے بغیر کسی تنگ دلی اور بخل کے دے دی تھی۔

بچوں کی بری عادات

بہت سے والدین اپنے بچے کو سزا دینے کے لئے اس کا کوئی کھلونا چھین لیتے ہیں۔ لڑکا اپنی بہن کے بال نوچتا ہے تو سزا کے طور پر اس کی کوئی مرغوب اور پسندیدہ چیز یا کھلونا اپنے قبضہ میں کر لیا جاتا ہے۔ لڑکی نے کچھ شوخی آمیز باتیں کہیں تو اس کی سزا کے طور پر ہم اس کی گڑیا کو اس سے چھین کر ہفتہ بھر کے لئے اپنے پاس رکھ لیتے ہیں۔ مگر یاد رہے کہ اس کے باوجود کہ وہ کھلونا لڑکے کا ہے اور گڑیا لڑکی کی ملکیت ہے والدین کے لئے یہ ضروری ہے کہ جب تک کوئی بچہ نہ تو اپنی چیز کو خراب کرے اور نہ ہی اس سے اپنے آپ کو کوئی نقصان پہنچائے۔ اسی طرح نہ ہی دوسروں کو کوئی تکلیف دے اس وقت تک اس کی ملکیت کا احترام کریں کسی بچے کا کھلونا ایسے موقعہ پر چھین لینا جبکہ اس کے ذریعہ سے اس نے شرارت کا ارتکاب کیا ہو مؤثر سزا ثابت ہو سکتی ہے۔ لیکن اس میں یہ ہرگز فراموش نہیں کرنا ہو گا کہ ایسا کرنے سے بچے کا دل بہت افسردہ ہو گا اور اس کے ساتھ ہی اس کے دل میں یہ جذبہ بھی ابھرے گا کہ دوسروں کی چیزوں کو چھین لینا چنداں بری بات نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ایسے رویے سے متاثر ہو کر بچے کا نظریہ جائیداد کی ملکیت کے متعلق ناقص ہو جائے یہ ایک حقیقت ہے کہ والدین کو اپنے حقوق اور جائداد کی حفاظت کے لئے حکومت کی طرف سے پولیس کا محکمہ میسّر ہے۔ مگر ہماری اپنی زیادتیوں کے مقابلے میں ہمارے بچوں کی حفاظت کون کرے گا؟ (ماخوذ)

بقیہ:- آپ کا خط ملا

کی کمی کو فوراً دور کر لیا گیا تاکہ ہم جلد ہر شعبے میں خود کفیل ہو سکیں۔ بہر صورت خدا کرے کہ ہم پابندی وقت کو اپنا شعار بنا لیں۔

ہر احمدی کی طرح روزانہ جب تک الفضل کا مطالعہ نہ کر لوں تو ایک کمی کا احساس رہتا ہے اور یہ کمی جمعۃ المبارک کے دن تو ضرور محسوس ہوتی ہے۔ خبروں کے کالم میں تمام خبروں کا خلاصہ مل جاتا ہے۔ ہاں اگر خبریں تازہ ہوں تو مزہ رہے گا۔ الفضل کے توسط سے انگریزی زبان سیکھنے میں دلچسپی پیدا ہوگی۔ اس بارے میں مضامین قابل عمل ہیں آصف آباد ایجوکیشنل انسٹی ٹیوشن (الفضل نمبر ۲۲۳) کے ذریعہ سے انگریزی زبان سیکھنے کا کیا طریق ہے۔ امید ہے کہ مطلع فرمائیں گے۔

دعاؤں کے ساتھ اجازت۔

خبریں

ملکی خبریں

• سپریم کورٹ کے ججوں کی تقرری میں صدر اور وزیرِ اعظم کی صوابدید کے مسئلے پر سپریم کورٹ کے فل بنچ کے روبرو ہونے والی بحث کے دوران سپریم کورٹ نے متحدہ اپوزیشن کی درخواست پر اسے بھی فریق مقدمہ بنا لیا ہے۔ اس بحث کے دوران ایک مرحلہ پر چیف جسٹس مسٹر جسٹس محمد حلیم نے ریمارکس دیتے ہوئے کہا کہ صدر وزیرِ اعظم سے مشورہ کرنے کے پابند ہیں۔

• ایک اخبار نے دعویٰ کیا ہے کہ وفاق اور صوبہ پنجاب کے درمیان محاذ آرائی سے قومی معیشت کو ۶۵ ارب روپے کا نقصان پہنچا ہے۔

• وزیرِ اعظم بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ ملک میں سیاسی کشیدگی میں کمی واقع ہو چکی ہے تاہم حزب اختلاف قدرے گرما گرمی دکھا رہی ہے۔

• سپریم کورٹ میں آٹھویں ترمیم کو کالعدم قرار دینے کیلئے سندھ ہائی کورٹ کے فیصلوں کے خلاف اپیل دائر کر دی گئی ہے

• بلوچستان کے وزیرِ اعلیٰ مسٹر اکبر بگٹی نے صوبائی رابطہ کمیٹی کے اجلاس میں شرکت کرنے سے انکار کر دیا انہوں نے مطالبہ کیا کہ پہلے مشترکہ مفادات کی کونسل کا اجلاس بلائیں

• ملک میں بجلی کی لوڈ شیڈنگ مزید ۴ سال جاری رہے گی۔ کھپت کے مقابلے میں پیداوار بدستور کم ہو رہی ہے

• سیالکوٹ میں پاکستان اور بھارت کے درمیان چوتھے کرکٹ ٹیسٹ کے پہلے دن بھارت نے ۳ وکٹوں پر ۱۸۱ رنز بنائے صبح بارش کی وجہ سے کھیل کھانے کے وقفے کے بعد شروع ہوا عمران خان نے ٹاس جیت کر بھارت کو کھلایا۔

غیر ملکی خبریں

• چیکو سلواکیہ کے نامزد وزیرِ اعظم مسٹر مارین کالفا نے اعلان کیا ہے کہ چیکو سلواکیہ میں ۴۰ سال سے زیادہ کے عرصے میں پہلی دفعہ ایک ایسی حکومت قائم ہونے والی ہے جس میں کمیونسٹ اقلیت میں ہونگے۔ مسٹر کالفا نے کہا کہ ۲۱ وزیروں میں سے ۱۱ وزیر غیر کمیونسٹ ہونگے۔ اپوزیشن کے خاص گروپ سوک فورم کے لیڈر نے کہا ہے کہ موجودہ حالات میں یہ سب سے بہتر نتیجہ ہے جو حاصل کیا جا سکتا تھا۔

• صدر گورباچوف نے کمیونسٹ پارٹی کو درپیش خطروں کے بارے میں آگاہ کیا ہے جبکہ سوویت یونین کی مختلف جمہوریتیں فرداً فرداً مرکزی کنٹرول سے علیحدہ ہونے کی کوشش کر رہی ہیں پارٹی کی پالیسی ساز کمیٹی کے سامنے تقریر کرتے ہوئے صدر گورباچوف نے بالٹک کی ری پبلک لیتھونیہ پونکتہ چینی کی جس نے اس ہفتے ایک کثیر الجماعتی نظام کو قانونی قرار دینے کے منصوبوں کا اعلان کیا۔ صدر گورباچوف نے اس خدشے کا اظہار کیا سوویت کمیونسٹ پارٹی ایک واحد اکائی کی حیثیت سے کہیں ختم نہ ہو جائے۔

• امریکی قومی سلامتی کے مشیر نے پیکنگ میں چینی وزیر خارجہ سے ملاقات کی ہے تاکہ وہ مالٹا کی سربراہی میٹنگ کے بارے میں انہیں مطلع کر سکیں۔ ان کا چین کا یہ غیر متوقع دورہ جون میں جمہوریت حامی تحریک کو چین میں دبائے جانے کے بعد سے امریکہ کی طرف سے چین کا پہلا اعلیٰ سطحی دورہ ہے۔

عورتوں اور بچوں کے مشہور معالج
۱۹۱۱ء سے مصروفِ خدمت
مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)
• گوجرانوالہ فون ۴۸۴۴۴ • ربوہ فون ۹۰۶
• قلعہ کالروالہ • ملتان • کراچی